ہوائی قلعے

1

[منشی جی کی بیوی چولہا پھونک رہی تھی]

بیوی: گیلی لکڑیاں اُٹھا کر دے دیں۔ جیسے خیرات ہی میں تو دی ہیں۔

[دروازہ کھلتا ہے اور منشی جی آتے ہیں]

منشی جی: ارے بھئی کہاں گئیں؟ لاحول ولاقوۃ! وہی ہانڈی چولہا۔ چھوڑو بھی اسے، میں پوچھتا ہوں، کوئی تار تو نہیں آیا؟

بیوی : تار ——— کیسا تار؟

منشی جی: یعنی معلوم بھی ہے، آج سات تاریخ ہے آج ہی تو تار آئے گا اس لاٹری کا۔ وہ ٹکٹ بھی رکھ لیا ہے سنبھال کے؟ پہلے تو وہ مجھے نکال کر دے دو۔

بیوی : ٹکٹ نکالے دیتی ہوں۔ مگر ہانڈی میں دیر ہو جائے گی اور نسیم اسکول سے آ کر میرا سر کھائے گا۔

منشی جی: جاؤ جاؤ تم ٹکٹ نکالو۔

[دروازے پر دستک ہوتی ہے]

منشی جی: کون ہے بھئی؟

سلیم : میں ہوں سلیم!

منشی جی: تو آ جاؤ نا، تم سے چھُپتا کون ہے؟

سلیم : آداب عرض!

منشی جی: جیتے رہو، کہو خیریت ہے؟ وطن اور بچے سب اچھّے ہیں؟

سلیم: جی ہاں، سب اچھے ہیں۔ بیوی کو نزلہ ہے، بڑا بچہ بخار میں مبتلا ہے اور چھوٹے کے چیچک نکل آئی ہے۔

منشی جی: (بات کاٹ کر) خیر، خیر بہرحال خیریت ہے۔ راستہ میں تار گھر کا کوئی آدمی تو لال بائیسکل پر نظر نہیں آیا؟

سلیم: نہیں تو، کیوں خیریت تو ہے؟

منشی جی: ایک تار کا انتظار ہے۔ میاں یہ تم نے زرد باغ کے چوراہے کے قریب لال رنگ کی دو منزلہ کوٹھی دیکھی ہے جس کے سامنے ذرا باغ وغیرہ لگا ہوا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ چمن۔

سلیم: جی ہاں، وہ کوٹھی جو آج کل بِک رہی ہے۔

منشی جی: ہاں اور کیا، میرا خیال ہے۔ لے لوں، پڑی رہے گی۔

(بیوی آتی ہے)

سلیم: آداب عرض بھابی۔

بیوی: جیتے رہو، اچھے تو ہو، (منشی جی سے) لو یہ ٹکٹ سنبھالو۔

منشی جی: ہاں یہی ہے۔ تو میاں سلیم ویسے تو بری نہیں ہے۔ وہ اس کے چالیس ہزار مانگتے ہیں اور خیال ہے کہ پینتیس تک دے دیں گے۔

بیوی: کیا چیز؟

منشی جی: بھئی آج ایک کوٹھی دیکھی ہے۔ اچھی خاصی ہے۔ بجائے اس کے کہ زمین خریدی جائے پھر اس پر عمارت بنے چمن لگایا جائے اور اس قسم کے بہت سے دردِ سر مول لیے جائیں، میرے خیال میں تو اگر یہ کوٹھی مل جائے تو سب سے اچھا۔ ابھی نئی ہے۔ شاید دس برس کی ہو۔

بیوی: تو کون لے رہا ہے وہ کوٹھی؟

منشی جی: پھر وہی، ارے صاحب! میرا ہی ارادہ ہے اور کون لیتا، اور میاں سلیم موٹر رکھنے کی جگہ ہے۔
بیوی: (بات کاٹ کر) مجھے یہ شیخ چلّیوں کی سی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔
منشی جی: شیخ چلّیوں کی سی باتیں؟ تم بیوقوف ہو جب اس کوٹھی میں جا کر بیٹھوگی رانی بن کر تو اُس وقت پوچھوں گا مزاج شریف؟
سلیم: آخر معلوم تو ہو کہ قصّہ کیا ہے یعنی کیا آپ واقعی خرید رہے ہیں کوٹھی؟
بیوی: سلیم، ذرا ان سے پہلے یہ پوچھو کہ روپیہ کہاں ہے؟
منشی جی: تم پھر وہی، ارے روپیہ کی کیا بات ہے یہاں، مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر اس وقت ایک دم سے چھپّر پھٹ جائے تو آخر کیا ہوگا؟ ہم تو اپنا انتظام پہلے سے کر رکھیں۔
سلیم: آخر یہ معمّا کیا ہے؟ میں تو خود حیران ہوں۔
بیوی: اچھا تم خیالی پلاؤ پکاتے جاؤ۔ مگر میں تو ہانڈی دیکھوں۔
منشی جی: جاؤ میرا کیا ہے۔ مگر بعد میں تم ہی کہوگی کہ کسی صلاح مشورہ میں شریک نہیں کیا۔ میں تو کہتا تھا کہ تم بھی چل کر کوٹھی دیکھ لیتیں۔ مگر خیر اب کل پرسوں تک موٹر میں چل کر دیکھ لینا۔
بیوی: موٹر پر نہیں۔ ہوائی جہاز پر۔
منشی جی: کیا معنی؟ یعنی تم غلط سمجھتی ہو۔ آخر میں کیا گھاس کھا گیا ہوں جو موٹر کمپنیوں کی فہرست بٹورتا پھروں۔ میاں سلیم میرے نزدیک تو موٹر کی خوبی یہ ہے کہ تیل کم خرچ ہو اور اس کا ہر پُرزہ آسانی سے مل سکے۔ مگر میں نے طے کیا ہے کہ میں ایک چھوٹی سی گاڑی رکھوں گا۔ روز مرّہ کے لیے اور ایک ذرا قیمتی اور بڑی بھی ہونی چاہیے۔
سلیم: یعنی یہ سچ مچ کی سڑکوں پر چلنے والی موٹر؟
منشی جی: بھئی عجیب احمق ہو تم بھی۔ اور نہیں تو کیا کوک دار بچوں کا کھلونا؟
سلیم: مگر میری عقل حیران ہے کہ آج یہاں یہ کیسی باتیں ہو رہی ہیں۔ آخر قصّہ کیا ہے کچھ معلوم بھی تو ہو؟
بیوی: تمھارے بھیّا کہیں ڈاکہ ڈالنے والے ہیں شاید۔
منشی جی: پھر وہی۔ ارے صاحب میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ناممکن ہے؟

سلیم : مگر آج آپ کو یہ خیال کیسے آیا۔ بیٹھے بٹھائے آخر یہ بڑے آدمیوں کی سی باتیں بلا وجہ تو نہیں ہو سکتیں۔

منشی جی: بھئی بات یہ ہے کہ اب کی بار میں نے بھی لاٹری کا ٹکٹ لیا ہے۔

سلیم : لاٹری کا ٹکٹ .... (قہقہہ لگاتا ہے)

منشی جی: یعنی تم بھی ہنس رہے ہو خدا کرے ابھی تھوڑی دیر میں مجھ کو تم دیور بھابی پر ہنسنا پڑے۔ یعنی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس میں ہنسنے اور مذاق کرنے کی کون سی بات ہے۔

سلیم : بھائی صاحب ہنسنے کی وجہ یہ ہے کہ سب کچھ ہوائی منصوبے ہیں گویا۔

منشی جی: میاں دنیا اُمید پر قائم ہے۔ تم چلے ہو وہاں سے ہوائی منصوبے لے کر اور جو اسی بہانے سے میری قسمت میں دولت لکھی ہو تو؟

سلیم : بھائی صاحب خدا کرے اب کے آپ کو ہی انعام ملے۔ مگر لاٹری کے انعام کی اُمید پر اس طرح کا انتظام کرتے ہوئے میں نے آپ کو ہی دیکھا ہے۔

منشی جی: انتظام، تو آخر میں نے کون سا انتظام کیا ہے، یہی نا کہ کوٹھی اپنی نظر میں ہے اور موٹر کے لیے فیصلہ کر لیا ہے۔ تاکہ عین وقت پر کم سے کم یہ نہ ہو کہ کوٹھی کی جگہ جلدی میں زمین خرید لی جائے اور موٹر کی جگہ پانی چھڑکنے کی گاڑی۔

2

سلیم : خدا کرے انعام مل جائے۔ سبھی کے دن پھر جائیں گے........

منشی جی: (بات کاٹ کر) دن پھر جائیں گے؟ یقین جانو کہ میں تو تمھاری طرف سے استعفیٰ لکھ چکا ہوں۔ یہ دیکھو بستے میں (بستہ ٹٹولتا ہے) میرا اور تمھارا استعفیٰ لکھا رکھا ہے۔ دیکھو یہ رہا۔

سلیم : آپ کا استعفیٰ تو ٹھیک ہے۔ مگر میرا؟

منشی جی: (بات کاٹ کر) کیا خوب۔ یعنی اب دنیا کو مجھ پر ہنسواؤ گے بھی کہ لکھ پتی کا بھائی چالیس روپلّی کی نوکری کرے۔ تم جائداد کا کام دیکھنا۔ دو گاؤں اور ایک باغ پہلے سے تجویز کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور جائداد بھی تو آخر خریدی جائے گی۔

سلیم : تو بھابی کو بلا لیجیے نا۔ ان کو تو شاید کسی بات کی خبر نہیں۔

منشی جی: (آواز دے کر) ارے صاحب، میں نے کہا سنتی ہو۔

بیوی : ہاں ہاں سُن رہی ہوں۔ نسیم کو کھانا کھلا رہی تھی (قریب آ کر) کہو کیا کہتے ہو۔ وہی موئی زَٹیں اُڑ رہی ہوں گی۔

منشی جی: دیکھا میاں سلیم تم نے۔ اسی لیے نہیں بلاتا تھا۔

سلیم : بھابی بیٹھ جایئے نا۔ بھائی جان نے تو دو گاؤں اور باغ بھی تجویز کر رکھا ہے اور ہم دونوں کے استعفیٰ تیار ہیں۔

بیوی : تو پھر ان کے پاس تار آ چکا ہوگا۔ یہ بن رہے ہیں۔

سلیم : تار آ چکا ہوتا تو میں اس کباڑ خانے میں اس طرح بیٹھا ہوتا۔ لاحول ولاقوۃ۔ ہر چیز عجیب ہے اس گھر کی۔ یہ گھڑونچی ملاحظہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ پُرانی وضع کا ہل رکھا ہوا ہے۔ یہ چارپائیاں ہیں جن پر ہم لوگ سوتے ہیں۔ میں تو باغ کے مالی کے لیے بھی اس قسم کی چارپائیاں مناسب نہیں سمجھتا۔ یہ دیکھیے میاں سلیم! یہ بیگم صاحبہ کے کپڑے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے گھوسن۔

بیوی : اے خوب یاد دلایا۔ وہ گھوسن موئی میری ناک میں دم کیے ہوئے ہے۔ کہہ گئی ہے کہ جب تک پچھلے مہینے کا حساب پورا نہیں ہو جائے گا۔ ایک قطرہ بھی دودھ کا نہ دے گی۔

منشی جی: (ذرا ہنس کر) یہی سب تقاضا کرنے والے کل اس بات پر فخر کریں گے کہ ایک لکھ پتی بھی ان کا مقروض تھا۔

بیوی : تو اب تم ہی ان کو آ کر سمجھانا۔ روز آ کر میرا دماغ خالی کرتے ہیں۔

(کُنڈی کھڑکھڑانے کی آواز۔ تار والا آواز دیتا ہے)

تار والا: تار لے جایئے۔

منشی جی: (گڑبڑا کر) تار ـــــــ سنتی ہو تار ـــــــ میاں سلیم تار ـــــــ (دوڑ کر باہر جاتے ہیں)

سلیم : یہ تو واقعی تار ہے ـــــــ تار ـــــــ یعنی ـــــــ واقعی تار

بیوی : واہ رے تیری شان تو نے دن پلٹ دیے۔

منشی جی: (ڈرتے ہوئے آتے ہیں) بھئی ایک روپیہ ہے۔ مگر تمھارے پاس کہاں۔ میاں سلیم ایک روپیہ ہو تو تار والے کو دے دو۔

بیوی : اے دیکھو انعام کتنا نکلا ہے۔ بسم اللہ کہہ کر کھولنا تار۔ واہ رے تیری شان!

منشی جی: بھئی تمھارے ہاتھ مبارک ہیں۔ تم ہی کھولو۔ میرے تو ہاتھ اس وقت کانپ رہے ہیں۔ دستخط کرنے کی جگہ لکھ گیا تھا لکھ پتی۔

سلیم : کیا کہا؟ لکھ پتی لکھ گئے تھے۔ تو بھائی صاحب غلط ہی کیا لکھا؟

منشی جی: ارے بھئی تو اسے کھولو نا۔ جلدی۔

بیوی : اے تو تم خود ہی کیوں نہیں کھولتے۔

منشی جی: نہیں تم کھولو۔ بسم اللہ کر کے۔ مجھے تو کچھ اختلاج سا ہو رہا ہے۔

بیوی : لو پڑھو۔

© NCERT not to be republished

منشی جی: لینا سلیم میاں، دیکھوں رقم کتنی ہے۔کدھر گیا میرا چشمہ۔

سلیم : ارے!

منشی جی: کیوں، کیا بات ہے؟

سلیم : محمود بھائی کا تار ہے۔ بھابی جان کل شام کی ٹرین سے آ رہی ہیں۔

منشی جی: لوگو، اب میں اپنے دل کو کیسے سنبھالوں۔ ارے مجھے پکڑو۔ (گر پڑتا ہے)

شوکت تھانوی

معنی یاد کیجیے

دستک	:	دروازہ کھٹکھٹانا
شیخ چلّی	:	ایک فرضی کردار جس کی حماقتوں کے قصّے مشہور ہیں، خیالی پلاؤ پکانے والا
معمّا	:	پہیلی، الجھی ہوئی بات
کوک دار کھلونا	:	چابی سے چلنے والا کھلونا
منصوبہ	:	تدبیر، ارادہ، مقصد

© NCERT not to be republished

عین وقت پر	:	ٹھیک وقت پر
استعفیٰ	:	نوکری چھوڑنے کی درخواست
تجویز	:	رائے، صلاح
گھڑونچی	:	لکڑی کا وہ چوکھٹا جس پر پانی کے گھڑے رکھتے ہیں
وضع	:	شکل صورت، حلیہ، طور طریقہ
مقروض	:	قرض دار
اختلاج ہونا	:	دل تیزی سے دھڑکنا، دل گھبرانا

© NCERT not to be republished

سوچیے اور بتائیے

1. منشی جی تار کے انتظار میں کیوں بے چین تھے؟
2. منشی جی کو سات تاریخ کا انتظار کیوں تھا؟
3. منشی جی نے لاٹری کا ٹکٹ خرید کر کیا کیا منصوبے بنا رکھے تھے؟
4. منشی جی کی بیوی ان کا مذاق کیوں اُڑا رہی تھیں؟
5. تار کی خبر سن کر منشی جی پر کیا اثر ہوا؟
6. منشی جی تار کیوں نہیں کھولنا چاہتے تھے؟
7. منشی جی نے دستخط کرنے کی جگہ کیا لکھ دیا تھا؟
8. تار کس کا تھا اور اس میں کیا لکھا تھا؟
9. اس ڈرامے میں سب سے دل چسپ کردار کون سا ہے اور کیوں؟

خالی جگہ کو صحیح لفظ سے بھریے

1. یعنی معلوم بھی ہے، آج ——— تاریخ ہے۔ آج ہی تو تار آئے گا اس لاٹری کا۔
2. راستہ میں تار گھر کا کوئی آدمی تو لال ——— پر نظر نہیں آیا؟
3. اچھا تم ———پکاتے جاؤ۔ مگر میں تو ہانڈی دیکھوں۔
4. بیٹھے بٹھائے آخر یہ ——— آدمیوں کی سی بڑی باتیں بلا وجہ تو نہیں ہو سکتیں۔
5. میں تو باغ کے مالی کے لیے بھی اس قسم کی ———مناسب نہیں سمجھتا۔
6. نہیں تم کھولو۔ بسم اللہ کر کے۔ مجھے تو کچھ ——— سا ہو رہا ہے۔

غور کیجیے اور لکھیے

ہر زبان میں الفاظ کے کچھ ایسے مجموعے ہوتے ہیں جنھیں لفظی معنی کے بجائے دوسرے مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے جن میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ انھیں محاورہ کہتے ہیں۔

محاورہ		معنی
خیالی پلاؤ پکانا	:	ایسی باتیں سوچنا جو ممکن نہ ہو
ڈینگیں اڑنا	:	شیخی بگھارنا
ناک میں دم کرنا	:	بہت پریشان کرنا
سر کھانا	:	بحث کرنا

اوپر دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے

لکھیے

- ڈرامے کی کہانی مختصر طور پر اپنی زبان میں لکھیے

© NCERT not to be republished

عملی کام

- اس ڈرامے کو اپنے استاد کی مدد سے اسکول میں اسٹیج کیجیے۔

غور کرنے کی بات

- ڈرامے میں کام کرنے والوں کو ''کردار'' کہتے ہیں۔ اور دو کرداروں کے درمیان ہونے والی بات چیت کو ''مکالمہ'' کہتے ہیں۔

© NCERT not to be republished